© rasailojaraid.com

ان کے اشعار پر تضمین کی ہے لیکن عرفی بے دل اور غالب سے انھیں خاص عقیدت معلوم ہوتی ہے۔ چنانچہ عرفی اور غالب پر اردو میں بھی ان کی نظمیں موجود ہیں عرفی اور غالب کے علاوہ فارسی کے بزرگ صوفی شعراء، دانشوروں اور مفکروں میں سب سے زیادہ مولانا جلال الدین رومی سے عقیدت و محبّت رکھتے تھے اور انھیں اپنا پیر و مرشد بھی مانتے تھے انھوں نے اپنے کلام میں مولانا روم کا ذکر بہت احترام کے ساتھ جگہ جگہ پر کیا ہے ؎

پیر رومی خاک را اکسیر کرد — از غبارم جلوہ ہا تعمیر کرد
رومی خود بنمود پیر حق سرشت — کو بحرف پہلوی قرآں نوشت
پیر رومی مرشد روشن ضمیر — کاروان عشق و مستی را امیر

اقبال نے فارسی کے شعراء کے بکھرے ہوئے زندہ عناصر کو اپنی شاعری ... میں جہاں بھی جذب کیا وہاں پر مولانا روم کے خیالات کو بھی ضرور اپنے انداز میں پیش کیا ہے اقبال کے کلام میں سب سے زیادہ مولانا روم کے خیالات سے ہم آہنگی اور حافظ کے پیرایۂ بیان سے استفادہ کی جھلک نظر آتی ہے مولانا روم نے اپنے کلام میں ایک مرد مومن کی نقاب کشائی کی تھی وہ ان الفاظ میں ہے ؎

دی شیخ با چراغ ہمی گشت گرد شہر
کز دام و دد ملولم و انسانم آرزوست

زیں ہمرہان سست عناصر دلم گرفت
شیر خدا و رستم دستانم آرزوست

اقبال مولانا روم کے خیالات سے متاثر ہو کر نہایت سادگی سے کہتے ہیں ؎

نشان مرد مومن با تو گویم
چو مرگ آید تبسم بر لب اوست

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس کے علاوہ علامہ اقبال نے جگہ جگہ اسرار خودی کی تمہید میں بھی مولانا روم کا ذکر بہت مؤدبانہ انداز سے کیا ہے وہ اکثر خواب میں مولانا روم کو دیکھا کرتے تھے

اس مختصر سے مضمون میں علامہ اقبال کی شاعرانہ اہمیت کے جتنے نکات پیش کیے گئے ہیں اسکو مدنظر رکھتے ہوئے غالبًا یہ کہنا کوئی مبالغہ نہ ہوگا کہ اقبال فارسی کے مذکورہ بالا شعراء کی صف میں اپنے کلام اور فلسفہ کی بنا پر جگہ پانے کے مستحق ہیں ان کے فارسی کلام کی پذیرائی برصغیر کے علاوہ تمام اسلامی ممالک بلکہ امریکہ اور یورپ حتیٰ کہ روس میں بھی ہو چکی ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حضرتِ شیخ جناب مفتی عتیق الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی تیسری برسی کی یاد اور ایصالِ ثواب

مظہرِ رازِ حقیقت تھا تو اے مفتی عتیق
دشمنِ کفر و بطالت تھا تو اے مفتی عتیق

گلشنِ ملت میں تیرا ہر نفس تھا آبروئے گل
اک گلِ تر کی لطافت تھا تو اے مفتی عتیق

قوم کی خدمت سے کرتا کس طرح پہلو تہی
خوگرِ رنج و مصیبت تھا تو اے مفتی عتیق

ہر عمل میں تیرے ہوتی تھی جھلک اخلاص کی
سر بسر انوارِ حکمت تھا تو اے مفتی عتیق

شدتِ غم سے پریشاں جو تھے انکے واسطے
باعثِ آرام و راحت تھا تو اے مفتی عتیق

تیرا ہر اک فعل تھا ایثار میں ڈوبا ہوا
مظہرِ شانِ ریاضت تھا تو اے مفتی عتیق

عقل سے کرتا تھا پیچیدہ سوالوں کو تو حل
مخزنِ فہم و فراست تھا تو اے مفتی عتیق

فخر کے قابل ہمارے واسطے تھی تیری ذات
پرچمِ ایوانِ عظمت تھا تو اے مفتی عتیق

اپنے سینے سے لگاتا تھا تو ہر انسان کو
منبعِ دریائے الفت تھا تو اے مفتی عتیق

مشعلِ حق بن کے روشن کر گیا کردار کو
مایۂ فیض و صداقت تھا تو اے مفتی عتیق

بعد از ختم شریف اور درود، فاتحہ خوانی نیز دعائے مغفرت اور تعزیت کے ایصالِ ثواب برائے روحِ پاک جناب حضرت شیخ علامہ مفتی عتیق الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار نظام وارد و بازار جامع مسجد دہلی کا بر موقعہ انکی تیسری برسی ۱۲ رمئی ۱۹۸۷ء منجانب (مدرسہ دار الاصلاح شاہی مسجد بارگ والی سوہنہ ضلع گوڑگانوں ہریانہ)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور شاعر بھی ایک عام انسان سے ان خصوصیات میں افضل ہوتا ہے ۔ درجہ تخصیص یا ارتقا کائنات موجودات کی ہر نوع میں موجود ہے ۔ جمادات میں ایک عام رنگ چیز سے ہیرا موتی اور لعل بہتر ہوتا ہے ۔ نباتات میں مضر نباتات سے مفید تلخ سے شیریں یا گھاس سے پھول افضل ہوتا ہے ۔ حیوانات میں بھی یہی تفاوت اور ارتقا فضیلت کار فرما ہے ۔ ایک گدھے سے ایک گھوڑا یقیناً بہتر ہوتا ہے درندوں سے چرندے، پرندوں سے پرندے افضل ہوتے ہیں ۔ ایک ہی نوع کی چیزوں میں بھی یہ فطری اصول ارتقا کار فرما ہے ۔ پھر نبی اکرمؐ کی فضیلت کیا ہے ؟ سید سلیمان ندوی نے اس نکتہ کو تشنہ چھوڑ دیا ۔

حق یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے رسول اکرمؐ کی بشریت، مثلیت اور حقیقت کا خود ہی تعین کر دیا ہے ۔ اب تک جن جن آیات کے حوالے سے گفتگو کی ہے ۔ ان سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس "مثل البشر" کو وحی کی صفت سے متصف فرمایا ہے ۔ اور توحید کامل کے اعلان کے ساتھ مثل بشر کہا ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ نبی اکرمؐ وہ مثلِ بشر ہیں کہ جن پر خدا یہ وحی نازل کرتا ہے کہ وہ وحدہٗ لاشریک ہے ظاہر ہے کہ مثل البشر بشر محض نہیں ہوتا بشر اور مثل البشر میں رشتہ مشابہت ہے رشتہ عینیت نہیں قرآن کریم نے تیسری آیت میں "مثل البشر" کے معمہ کو بھی خود ہی حل کر دیا ہے ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"قُلْ سُبْحَانَ رَبِّي هَلْ كُنتُ إِلَّا بَشَرًا رَّسُولًا ۝ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ أَن يُؤْمِنُوا
إِذْ جَاءَهُمُ الْهُدَىٰ إِلَّا أَن قَالُوا أَبَعَثَ اللَّهُ بَشَرًا رَّسُولًا ۝ قُل لَّوْ كَانَ فِي
الْأَرْضِ مَلَائِكَةٌ يَمْشُونَ مُطْمَئِنِّينَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِم مِّنَ السَّمَاءِ
مَلَكًا رَّسُولًا" (سورہ اسرا ۔ ۱۱ ۔ پارہ ۱۵)

(ترجمہ) "کہہ دے اے پیغمبر سبحان اللہ میں تو ایک بشر ہوں اور رسول اور لوگوں کو جب ان کے پاس ہدایت آئی ایمان لانے سے باز نہیں رکھا ۔ مگر اس خیال نے کہ خدا نے بشر کو رسول بنا کر بھیجا ہے کہہ دے کہ اگر زمین میں فرشتے ہوتے تو ہم آسمان سے فرشتے کو رسول بنا کر ان پر اتارتے ۔" (ترجمہ سلیمان)

© rasailojaraid.com

(ترجمہ) "تم فرماؤ پاکی ہے میرے رب کو، میں کون ہوں مگر آدمی اللہ کا بھیجا ہوا
اور کس بات نے لوگوں کو ایمان لانے سے روکا۔ جب ان کے پاس ہدایت آئی مگر
اسی نے کہ بولے، کیا اللہ نے آدمی کو رسول بنا کر بھیجا؟ تم فرماؤ اگر زمین میں فرشتے
ہوتے، چین سے چلتے تو ان پر ہم رسول بھی فرشتہ اتارتے۔"

(ترجمہ رضویہ)

قطع نظر اس کے کہ مولانا سید سلیمان ندوی نے "مطمئنین" کا ترجمہ نہیں کیا۔ اس آیت شریفہ سے یہ نکتہ بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ "مثل بشر" اپنی اصل کے اعتبار سے "مثل بشر" رسول ہے اور "مثل بشر" رسول اس لئے بھیجا کہ "کہہ دو کہ اگر زمین میں فرشتے ہوتے تو ہم اطمینان سے آسمان سے فرشتے کو رسول بنا کر اتارتے"۔ واقعہ یہ ہے کہ ایک نوع کی رہنمائی اسی نوع کے ذریعہ ہو سکتی ہے۔ اگر زمین میں فرشتے ہوتے تو وہ نبی کو "مثل ملک" یا فرشتہ جیسا بنا کر اتارتا۔ معاملہ انسانوں کی رہنمائی کا تھا۔ اس لئے بشر کی رہنمائی کے لئے "مثل بشر" رسول اتارا۔ قرآن کریم کی اس وضاحت کے بعد رسول اکرم کی شخصیت اور بشریت واضح ہو جاتی ہے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ رسول اکرم بشر محض نہیں "مثل البشر" ہیں۔ مثل کبھی عین نہیں ہو سکتا۔ اس لئے "مثل بشر" "بشر محض" نہیں ہو سکتا۔

سید سلیمان ندوی نے لفظ مثل کی تشریح سے گریز کیا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ خود قرآن نے لفظ مثل کو کس معنی میں برتا ہے۔ قرآن کریم میں لفظ مثل پانچ مقامات پر آیا ہے۔ سورہ مائدہ میں ہابیل اور قابیل کا واقعہ بیان کرتے ہوئے قابیل کو کوّے کی مثل قرار دیا ہے۔ سورہ جمعہ میں توریت پر عمل نہ کرنے والوں کو اس گدھے کی مثل کہا ہے جو اپنی پیٹھ پر کتابوں کا بوجھ لئے پھرتا ہے۔ سورہ اعراف میں غدار اور منکر قوموں اور ملتوں کو کتوں کی مثل کہا ہے۔ سورہ حشر میں منافقین کو شیطان کی مثل کہا ہے۔ سورہ انعام میں پرندوں کو انسانی امتوں کی مثل قرار دیا ہے۔ یہ آیات شاہد ہیں کہ قابیل عین کوّا نہیں، کوّا عین قابیل نہیں۔ منکر عین گدھا نہیں، گدھا عین منکر نہیں۔ غدار عین کتا نہیں اور کتا عین غدار نہیں۔ منافق عین شیطان نہیں، شیطان عین منافق نہیں۔ پرندے

© rasailojaraid.com

ہیں انسان نہیں اور انسان بھی نہیں بن سکتے۔ ان میں بعض مشابہتیں ہیں یعنی قابیل اور کوے میں، مثلاً بندر، ریچھ اور گدھے ہیں، مثلاً بندر، ریچھ اور گدھے میں "غدار قوم اور کتوں میں منافق و شیطانوں میں پرندوں اور انسانوں میں محض تعلق مشابہت ہے۔ جو وہ اپنی اصل کے اعتبار سے انسان اور گدھا، انسان اور کتا، انسان اور شیطان، پرندہ اور انسان الگ الگ ہیں اسی طرح بشر ایک چیز ہے اور مثلِ بشر دوسری۔ دونوں میں رشتہ مشابہت ہے رشتہ حقیقت نہیں اس گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ بشر کی رہنمائی کے لئے خدا نے ایک مثلِ بشر کو رسول بنا کر اس وحی کے ساتھ دنیا میں "اتارا" کہ تمہارا معبود صرف ایک معبود ہے۔

سید سلیمان ندوی نے بشریت کی انتہا "نبوت" کو قرار دیا ہے جبکہ قرآنِ کریم نے بشریت کی انتہا مافوق البشریت یعنی حقیقتِ محمدیہ کو قرار دیا ہے۔ نبوت واسطۂ درمیانی ہے۔ یہ مرحلہ طے ہو جانے کے بعد کہ رسول اکرم بشر محض نہیں بلکہ مثلِ بشر ہیں۔ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مثلِ بشر کی حقیقت اور ماہیت کیا ہے؟ اور قرآن نے اس کی طرف کیا رہنمائی فرمائی ہے؟

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ

(سورۂ مائدہ ۵ - ۲ پارہ ۶)

(ترجمہ) تمہارے پاس خدا کی طرف سے نور آیا اور کتاب مبین

(ترجمہ سلیمانیہ)

(ترجمہ) بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔

(ترجمہ رضویہ)

یہاں کتابِ مبین سے مراد قرآنِ کریم ہے اور نور سے مراد ذاتِ محمد صلعم ہے۔ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ نور حقیقتِ محمدی ہے۔ نور مرئی نہیں ہوتا۔ اس لئے خدا نے نور کو مجسم فرمایا۔ اور دنیا میں مثلِ بشر بنا کر بشر کی رہنمائی کے لئے اتارا اور اس کو وحی کی صفت سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کرسکے اس کو لفظاً اور معناً کتاب نہیں بتایا۔ سید سلیمان ندوی نے اس مسئلہ میں بھی یہی رویہ اختیار کیا ہے۔ انھوں نے سورۃ الاحزاب کا حوالہ دے کر نبی کو سراجاً منیرا بتایا ہے۔ سورۃ الاحزاب میں خدا نے رسول اکرمؐ کو روشنی کرنے والا چراغ فرمایا ہے۔ اس آیت کے حوالے سے سلیمان ندوی نے لکھا ہے کہ

"جو نبی کا سینہ صدق و صفا کا آئینہ ہوتا ہے۔ نبی کا مجسم پیکر ظلمت کدۂ عالم کا چراغ اور علم و ہدایت کا مطلعِ نور ہوتا ہے جس طرح اس کا صحیفۂ الہامی اور وحی ربانی نور ہوتی ہے وہ خود بھی سراپا نور ہوتا ہے"۔ ۲۰

انھوں نے نبی کو "ظلمت کدۂ عالم کا چراغ" اور علم و ہدایت کا "مطلعِ نور" کہا ہے اور آخر اس کا بھی اقرار کر لیا ہے کہ صحیفۂ ربانی اور وحی ربانی کی طرح نبی سراپا نور ہوتا ہے۔ مگر ان کا تصورِ نور بہت محدود ہے۔ ان کا خیال ہے کہ جب تک نبی وصفِ نبوت سے متصف رہتا ہے وہ دوسروں کو روشنی دکھاتا ہے ہدایت دیتا ہے۔ اس لئے نور ہوتا ہے۔ ان کے خیال میں نور صرف نورِ نبوت ہے اور کچھ نہیں۔

اس مسئلہ میں حضرت شیخ اکبر محی الدین ابنِ عربی نے رہنمائی کی ہے۔ یہ مذہبیات اور الٰہیات کا بے حد نازک مسئلہ ہے۔ اور اہل اللہ سے مخصوص ہے۔ تائیدِ غیبی اور سچی دینی بصیرت سے سمجھ میں آتا ہے۔ ابنِ عربیؒ کے نظریۂ تجددِ امثال کے مطابق ذاتِ باری تعالیٰ کے ذہن میں ایک خاکہ تھا جس میں تمام احوال اور آثار اور اشیاء تجریدی انداز میں اپنی تمام تر خصوصیات استعداد اور صلاحیت کے ساتھ موجود تھیں۔ بحدیثِ قدسی کے مطابق جب حقیقتِ اعلیٰ نے جو ایک مخفی خزانہ (کنزاً مخفیاً) تھا خود اظہاریت کا ارادہ کیا تو اس خاکہ پر تجلی فرمائی جس کو اعیانِ ثابتہ کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایک چیز پر دوبارہ تجلی نہیں فرماتا اور تجلی کو تکرار نہیں۔ قرآنِ کریم نے اس مرحلہ کو لفظ کُن سے تعبیر کیا ہے۔ کُن امر کا صیغہ ہے جس کے معنی ہیں ہو جا یا وجود میں آجا۔ ابنِ عربی

---

۲۰ ایضاً صفحہ ۱۸۰

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۱۲ مئی ۱۹۸۴ء کا دن ملتِ اسلامیہ کے لئے ایک زبردست حادثہ اور عظیم المیہ کا دن ہے اس روز ملت ایک عظیم مدبر مخیر ہر دلعزیز دانشمند شخصیت سے محروم ہوگئی مرحوم مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اسلام اور مسلمانوں کی جو خدمت کی اسکی بناپر انکی ذات ملت کے لئے ایک بڑا استون تھی مرحوم جناب مفتی عتیق الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی حیات اور کارناموں کو یکجا کرنے کے لئے چند دن ہی نہیں بلکہ ایک عرصہ درکار ہے آج ہر طرف مصائب کی تاریکی نے پردہ تان رکھا ہے چونکہ تاریکی میں روشنی کی ضرورت پڑتی ہے افسوس کہ آج ملت کا وہ چاند غائب ہے جسکی روشنی سے ملت کی تاریکی دور ہوا کرتی تھی : اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی تمام دینی ، ملی وقومی خدمات کو بے حد قبول فرما کر پسران عزیزان کو ان کا نعم البدل عطا فرما دے (آمین) اور ان کی پوری پوری مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں مقام عطا فرما دے آمین اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل بالخصوص ان کے پیارے بیٹوں کو مرحوم موصوف کے اوصافِ حمیدہ کو اپنانے کی توفیق عطا فرما دیں۔

آمین ثم آمین ، آمین -

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سید سلیمان ندوی کا تصورِ نبوت

پروفیسر عنوان چشتی

صدر شعبۂ اُردو، جامعہ ملیہ اسلامیہ، دہلی

مولانا سید سلیمان ندوی کا شمار اُردو کے ہی نہیں بلکہ عالمِ اسلام کے ممتاز ادیبوں اور دانشوروں میں ہوتا ہے۔ اُنھوں نے ایک ادیب، مورّخ، محقّق، سوانح نگار، شاعر، سیرت نگار، مترجم اور عالمِ دین کی حیثیت سے جو خدمات انجام دی ہیں وہ اُنھیں کا حصّہ ہے۔ اُنھوں نے جو علمی اور دینی سرمایہ چھوڑا ہے وہ کیفیت اور کمیت کے اعتبار سے بہت اہم ہے۔ ایک مختصر مقالے میں اُن کے تمام مذہبی افکار کا جائزہ لینا ممکن نہیں ہے جن کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ یہاں صرف ان کے "نظریۂ نبوت" کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ حضورِ اکرمؐ کی نبوت ان کی ذاتِ والاصفات سے باہر نہیں ہے۔ اس لیے اس ضمن میں مولانا سید سلیمان ندوی کے تصورِ بشریت و حقیقتِ محمدی پر بھی نگاہ ڈالی گئی ہے۔ خود سید صاحب نے نبوت پر بحث کرتے ہوئے "بشریتِ محمدی" کے مسئلہ پر اجمالاً گفتگو کی ہے۔ اور قرآنِ کریم کی بعض آیات کو بنیاد بنایا ہے جن میں یہ آیت خاص ہے۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحٰٓى اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ
اِلٰهٌ وَّاحِدٌ

یہ آیت قرآنِ کریم میں دو جگہ موجود ہے۔ ایک سورۂ کہف (پارہ ۱۶) میں اور دوسرے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سورہ حم السجدہ (پارہ ۲۴) میں ۔

(ترجمہ) کہہ دے کہ میں تمہاری طرح بشر ہوں مجھ پر وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔"

(ترجمہ سلیمانی)

ان آیات میں مولانا سید سلیمان ندوی نے مثل کا ترجمہ "طرح" کیا ہے جبکہ مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا عبدالماجد دریا بادی اور مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے مثل کا ترجمہ "جیسا" کیا ہے۔ یعنی

"آپ کہہ دیجئے کہ میں تو بس تمہارا ہی جیسا بشر ہوں، میرے پاس تو بس یہ وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔"

(ترجمہ ماجد)

"آپ کہہ دیجئے کہ میں تو تم ہی جیسا بشر ہوں، میرے پاس تو وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔"

(ترجمہ اشرفیہ)

"تم فرماؤ آدمی ہونے میں تو میں تم ہی جیسا ہوں، مجھے وحی ہوتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔"

(ترجمہ رضویہ)

ان آیات میں حضورِ اکرمؐ کو قرآنِ حکیم نے بشرِ محض نہیں بلکہ مثل البشر قرار دیا ہے۔ مثل کا ترجمہ طرح اور جیسا کیا گیا ہے۔ نبی کو بشرِ محض ماننا ایک بات ہے اور مثل بشر یا بشر جیسا تسلیم کرنا دوسری بات۔ دونوں کے اپنے الگ الگ مضمرات اور نتائج ہیں۔ سید سلیمان ندوی نے "نبی کی ملکیت اور بشریت" پر اپنے خیالات کو محتاط، متوازن اور اعتدال کے ساتھ پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ انھوں نے لکھا ہے کہ بعثتِ رسول سے قبل بعض امتیں اپنے پیغمبروں کو "بشرِ محض" خیال کرتی تھیں اور اس نسبت سے عام انسانوں کی طرح انھیں گناہوں کا مرتکب گردانتی تھیں، جو رسولوں کے منصبِ نبوت اور ان کی عصمت کے خلاف تھا۔ بعض امتیں اپنے پیغمبروں کو خدا کا جز یا شریک یا مجسم خدا تصور کرتی تھیں جس کی وجہ سے وہ قومیں وحدانیت کی منکر اور شرک کی مرتکب ہو جاتی تھیں۔ بعض امتوں میں یہ خیال عام تھا کہ خدا اُن کے اوتاروں یا پیغمبروں میں حلول کر گیا ہے یا خدا اُن کے اوتاروں سے متحد ہو گیا ہے۔ خود عربوں میں یہ عقیدہ تھا کہ انسان کی رہبری انسان نہیں بلکہ مافوق البشر کر سکتا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جس کو بشر جیسا نہیں ہونا چاہیے۔ سید سلیمان ندوی نے دونوں انتہاؤں کے درمیان یہ راستہ نکالا۔

"حقیقت یہ ہے کہ پیغمبروں کے دو رُخ ہوتے ہیں۔ ایک طرف تو وہ بشریت کے پیکر ہوتے ہیں۔ اور انسانوں ہی کی طرح کھاتے، پیتے، چلتے پھرتے، سوتے، جاگتے، شادی بیاہ کرتے، پیدا ہوتے اور مرتے ہیں۔ دوسری طرف وہ اپنی روحانیت، بشری پاکدامنی اور اختصاصِ نبوت میں انسانوں سے بلند ہوتے ہیں۔" ....

"وہ اپنے بشری اوصاف کے لحاظ سے بلاشبہ انسان ہوتے ہیں لیکن اس کے ساتھ وہ اپنے مافوقِ بشری خصوصیات کی بنا پر فوق البشر ہوتے ہیں۔" ؎۱

اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نبی کو ایک طرف بشر اور دوسری طرف مافوق البشر تسلیم کرتے ہیں۔ ان کے یہاں ثنویت نظر آتی ہے۔ غالباً وہ مثلیت و بشریت کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ غور کرنے کی بات یہ ہے کہ کیا البشر محض اور مثلی بشر میں کوئی امتیاز نہیں ہے؟ کیا اور شبہ یہ تو بھی ذاتی اور صفاتی حیثیتوں سے ایک ہی چیز ہے؟ یا ایک دوسرے کا عکس ہے۔ سید سلیمان ندوی نے اپنے نقطۂ نظر کی مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے

"ان آیتوں میں جس قسم کی مثلیت اور بشریت کا ذکر ہے۔ اس کا تعلق ظاہری جسمانیت، جسمانی قویٰ اور مخلوقیت سے ہے۔ ورنہ اخلاقی، روحانی، دماغی، قلبی، علمی اور عملی حیثیت سے ایک پیغمبر انسان رہ کر بھی غیر نبی انسانوں سے بلند تر اور علانیہ ممتاز ہوتا ہے۔ نبی القائے ربانی سے متصف ہونے کے علاوہ بقیہ تمام اوصاف و کمالات یا عیوب و نقائص میں عام انسانوں کے برابر ہوتا ہے۔" ؎۲

سید سلیمان ندوی کے بیان سے "مثلیت اور بشریت" کا اعتباری امتیاز تو واضح ہوتا ہے لیکن حقیقی اور اصلی فرق کا پتہ نہیں چلتا۔ انھوں نے نبی کو غیر نبی سے محض اخلاقی، روحانی، دماغی، قلبی، علمی اور عملی حیثیت سے ممتاز تسلیم کیا ہے میرا خیال یہ ہے کہ ایک نبی ہی نہیں بلکہ ایک مصلح، مفکر، حکیم اور دانشور حتیٰ کہ ادیب

؎۱ سیرت النبی جلد چہارم ص ۱۱۲، ۴۷

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے نظریۂ تمثّلات کے مطابق باری تعالیٰ کے اعیان پر تجلی فرمانے سے ہر شے خارج میں وجود پذیر ہوتا ہے۔ اسی تجلی میں ذاتِ محمدی جلوہ گر تھی جس کو قرآن کریم نے نور اور چراغ قرار دیا ہے۔ اور جو نورِ اعظم کا مظہر ہے۔ اسی نور کا عین یعنی نور ہے جو مجسم ہو کر مثلِ بشر آ اترا۔ اس نقطۂ نظر کے مطابق یہ ظہور اور نزول درجہ بدرجہ ہے۔ پہلی منزل مرتبۂ ذات ہے یعنی منزلِ احدیت ہے جو مطلق کی قید سے بھی آزاد ہے۔ دوسری منزل مرتبۂ وحدت ہے، جو علمِ اجمالی کی منزل ہے۔ اس کو مرتبۂ علم بھی کہا جا سکتا ہے۔ تیسری منزل مرتبۂ واحدیت ہے۔ یہ علمِ تفصیلی یا اسم اللہ کے ظہور کی منزل ہے۔ اس کو اعیانِ ثابتہ کی منزل بھی کہا جا سکتا ہے۔ اس کے بعد عالمِ امثال، عالمِ ارواح اور عالمِ اجسام کی منزلیں بالترتیب آتی ہیں۔ انسان ان سب مراتب کا جامع ہے۔ مختصراً کہا جا سکتا ہے کہ اعیانِ علمیہ میں حضورِ اکرم کا عین وہ نور تھا جو نور اللہ ہے۔ اور جو منزل بہ منزل گزر کر مثلِ بشر بن کر انسانوں کی ہدایت کے لئے اترا۔ یہ حدیث شریف ہے جو قرآن کے تصورِ نور کی تصدیق کرتی ہے۔

اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ وَکُلُّ الْخَلَائِقِ مِنْ نُوْرِیْ وَاَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ۔

(ترجمہ) سب سے پہلے اللہ نے میرا نور پیدا فرمایا۔ اور ساری مخلوق میرے نور سے ہے۔ اور میں خدا کا نور ہوں۔

اس حدیث شریف کے بعد نبیؐ کو نورِ مجسم کہنا ہی صحیح ہے۔ اس مختصر جائزہ کے بعد کہا جا سکتا ہے کہ حقیقت محمدیؐ کے مسئلہ پر تین طرح کے تصورات ملتے ہیں۔ ایک وہ لوگ ہیں جو نبی اکرمؐ کو بشرِ محض خیال کرتے ہیں۔ دوسرے وہ ہیں جو تثلیث اور بشریت میں پیوند کاری کرنے اور اپنی دانست میں متوازن راستہ اختیار کرتے ہیں۔ اور دبی زبان سے حضورِ اکرمؐ کو چراغ اور نور قرار دیتے ہیں مگر ان کا تصورِ نور محدود ہے اور محض نبی اکرمؐ کی بعض صفاتِ نبوت کی بنیاد پر قائم ہے۔ مولانا سید سلیمان ندوی کا ذہنی رشتہ اسی سے ہے۔ تیسرے وہ لوگ ہیں جو حضورِ اکرمؐ کو قرآنِ ناطق تصور کرتے ہیں۔ مثلِ بشر مگر نورِ مجسم خیال کرتے ہیں۔ وہ نورِ مجسم کو نور اللہ کا عین تصور کرتے ہیں۔ ان تینوں تصورات کے اپنے اپنے

© rasailojaraid.com